www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر عبدالکریم صالح☆
مترجم: نصیر الرحمٰن*

اَوقافِ قرآنیہ پرقراءات کے اَثرات

اللہ رب العزت نے قرآن کریم کو سات حروف پر اس لیے نازل فرمایا تاکہ پوری اُمت، خصوصاً اہل عرب کو اس کی تلاوت میں آسانی مہیا ہوسکے، کیونکہ عرب کے مختلف قبائل تھے جن کے مابین لہجات، آوازوں کے اُتار چڑھاؤ اور الفاظ کی اَدائیگی میں اختلاف پایا جاتا تھا۔ ان تمام کو عام عربی یکجا کرتی تھی جس کے ذریعے اہل عرب ایک دوسرے سے ہم کلام ہوتے تھے، چنانچہ اگر قرآن کو بھی ایک قراءت میں نازل کردیا جاتا تو اہل عرب کے لیے اس کی تلاوت اور اس کا فہم مشکل ہوجاتا۔

◉ محقق ابن جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قرآن کا سات حروف میں نزول کا مقصد بطورِ شرف، اُمت پر آسانی اور تخفیف کرنا، اس اُمت کی فضیلت کا اِظہار کرنا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول کرنا ہے کہ جب جبریل علیہ السلام نے سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

«إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتَكَ عَلٰى حَرْفٍ» ، فقال ﷺ: «أَسْأَلُ اللهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ فَإِنَّ أُمَّتِي لاَ تَطِيْقُ ذٰلِكَ» . [صحيح مسلم:۱۳۵۷]

مزید یہ کہ قرآن کو مختلف قراءات کے ساتھ پڑھنے سے متنوع اَحکام اور متنوع معانی کا ظہور ہوتا ہے، تنوع قراءات سے قرآن کریم کے مخفی معانی ومفاہیم کی وضاحت اس بات کی گواہی ہے کہ یہ منزل من عنداللہ ہیں۔ لہٰذا قرآن کریم کو چاہے کسی بھی قراءت میں پڑھا جائے وہ اپنے اَندر قرانیت کا اِعجاز رکھتا ہے اور تعدد وجود تعدد اعجاز پہ دلالت کرتی ہیں۔

خلاصہ

تنوعِ قراءات تعدد آیات کی طرح ہے اور یہ بلاغہ کی اَقسام میں سے ایک قسم ہے۔ اس کا آغاز جمال اعجاز اور اس کی اِنتہا کمال اعجاز ہے۔

اِختلاف قراءات کا اَثر اَوقاف پر بھی ہوتا ہے جس سے معنی میں ردوبدل بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ وقف بھی اس قراءت کے تابع ہوگا جس میں تلاوت کی جارہی ہے۔ تو قاری کو چاہیے کہ جب وہ کسی قراءت میں تلاوت قرآن کر رہا ہو تو اس قراءت کے ضمن میں مقامات وقوف کا خیال بھی رکھے کہ کہاں پر رکنا ہے اور کہاں سے آغاز کرنا ہے۔

درج ذیل مثالیں اس کی اَثر انگیزی کی وضاحت کرتی ہیں:

☆ اسسٹنٹ پروفیسر کلیہ القرآن الکریم، جامعہ اَزہر، رُکن لجنة مراجعة المصحف بمجمع البحوث الإسلامية
* متعلّم رابعة كلية الشريعة، جامعہ لاہور الاسلامیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی مثال

﴿ إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا وَّ لَا تُسْئَلُ عَنْ أَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴾ [البقرۃ:۱۱۹]

اس آیت میں 'تَسْئَلْ' بصیغہ نہی پڑھا جائے تو 'نَذِيْرًا' پر وقف کافی ہوگا۔ تو آیت کا معنی یہ ہوگا کہ آپ ﷺ ان کے بارے میں سوال کرنے سے منع فرما رہے ہیں جس سے ان کے کثرت عذاب اور زیادتی عقاب کی طرف اِشارہ مقصود ہے۔

یعنی "لا تسأل یا محمد عن أصحاب الجحیم ، فقد بلغوا غایة العذاب التي لیس بعدها مستزاد"

''اے نبی ﷺ تو اصحاب جحیم کے متعلق نہ پوچھ، کیونکہ وہ انتہائی عذاب کو پہنچ چکے ہیں کہ جس کے بعد مزید عذاب کی گنجائش نہیں۔''

اور اگر اس آیت میں وَلَا تُسْئَلُ پڑھا جائے تو اس کی دو وجہیں ہوسکتی ہیں:

① یہ ہے کہ نذیراً پہ وقف کرتے ہوئے ہم اس کے معنی کی مناسبت سے رفع دیں گے کہ 'ولست تسأل' تجھ سے ان کے متعلق مواخذہ یا سوال نہیں ہوگا۔ اس طرح یہ ﴿ إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا ﴾ سے الگ ہوگا اور 'نذیرًا' پر وقف بھی کیا جائے گا۔

② یہ کہ نذیراً پر وقف نہیں کریں گے بلکہ پہلے سے متعلق ہونے کی بناء پر ملا کے پڑھیں گے۔ اس وقت معنی یہ ہوگا کہ اے نبی نہ ہی تو سائل عنهم ہے اور نہ ہی مسؤول عنهم ہے کہ باوجود اس کے کہ ان کے کفر کو (انذار کے باوجود) جانتا ہے تو ان کے متعلق سوال کرے۔ لہٰذا تجھے سوال کا حق نہیں۔ اور تیرے ان کو ڈرانے اور خوشخبری دینے کے باوجود بھی اگر وہ 'أصحب جحیم' میں سے ہوئے تو تجھ سے کوئی مواخذا نہیں ہوگا، کیونکہ تو نے اپنا فرض اَدا کر دیا تھا۔

دوسری مثال

﴿ وَ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَ لَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴾ [البقرۃ:۲۲۲]

اَب اس آیت میں قراءات کے اختلاف کی وجہ سے ﴿ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ﴾ پر وقف کے بارے میں بھی اختلاف ہوگیا۔ نافع، ابن کثیر، ابوعمرو، ابن عامر اور حفص کے مطابق عاصم کے نزدیک 'يَطْهُرْنَ' ہوگا کیونکہ اس قراءت کے مطابق طهر سے مراد حیض کے خون کا رک جانا ہے۔ اب اس قراءت کے مطابق 'یطهرن' پر وقف ہوگا کیونکہ اس آیت میں دو چیزوں کے متعلق کلام کیا گیا ہے۔

حمزہ، کسائی (اور ابوبکر کے مطابق عاصم) کے نزدیک يَطَّهَّرْنَ ہے۔ کہ یہاں طهر سے مراد ایام حیض کے بعد کا غسل ہے کہ آدمی اپنی عورت سے غسل حیض کے بعد وطی کرے اس صورت میں یطهرن پر وقف جائز نہیں ہوگا، کیونکہ یہ اور اس کے بعد والا ایک ہی کلام ہے۔

تیسری مثال

﴿ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْأَرْضِ وَ إِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ [البقرة:۲۸۴]

اس آیت میں عاصم، ابن عامر، یعقوب، ابوجعفر اور حسن کے نزدیک اگر فَيَغْفِرُ اور وَيُعَذِّبُ پڑھا جائے تو ﴿يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ﴾ پر وقف کافی ہوگا اس لیے کہ یہ دونوں مستأنفہ ہیں اور نافع، ابوعمر، ابن کثیر، کسائی، حمزہ اور اعمش کے نزدیک اگر فَيَغْفِرْ اور وَيُعَذِّبْ پڑھا جائے تو پھر ﴿ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ﴾ میں لفظ جلالہ پہ وقف نہیں ہوگا کیونکہ یہ دونوں جواب شرط پر معطوف ہیں لہٰذا ان دونوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں جائے گا بلکہ ملا کے بغیر وقف کے پڑھا جائے گا۔

چوتھی مثال

﴿ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴾ [آل عمران:۳۷]

اس آیت میں قراءات کے اختلاف کی بدولت 'حسنا' پہ وقف اور عدم وقف کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ چنانچہ اگر 'وکفلها' بغیر تشدید الفاء پڑھا جائے تو حسنا پہ وقف ہوگا، کیونکہ حسنا اور وکفلها دو الگ کلام ہیں وہ اس طرح کہ حسنا تک اللہ تعالیٰ نے مریم علیہا السلام کی پیدائش کا ذکر کیا اور پھر 'کفلها' سے اس بات کی توضیح کی کہ کفالت زکریا نے کی۔ جیسا کہ اللہ کا فرمان ذیشان ہے کہ ﴿ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ﴾ [آل عمران:۴۴]

تو پھر لوگوں نے مریم علیہا السلام کی کفالت کی ذمہ داری پہ آپس میں جھگڑا اور اختلاف کیا اور ہر کوئی اپنے آپ کو مریم علیہا السلام کی کفالت کے لیے موزوں سمجھتا تھا چنانچہ انہوں نے قلموں کے ذریعے قرعہ اندازی کی تو اللہ کے فیصلے کے مطابق زکریا علیہ السلام کے نام کا قرعہ نکل آیا۔ لہٰذا مریم علیہا السلام کی کفالت زکریا علیہ السلام نے کی۔

اس میں اگر 'كَفَلَهَا زَكَرِيَّاءُ' پڑھا جائے تو 'کفلها' کا فاعل 'زکریاء' بنتا ہے جو کہ اس بات کی دلیل ہے کہ حسنا تک اللہ تعالیٰ کے فعل کا ذکر ہے کہ اللہ نے مریم علیہا السلام کی پیدائش ٹھیک ٹھاک طریقے سے کی اور 'کفلها زکریا' الگ جملہ ہے۔

اور اگر 'كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا' پڑھا جائے تو 'حسنا' پہ وقف نہیں ہوگا، کیونکہ یہ مکمل ایک کلام ہے کہ جس میں فاعل صرف اللہ ہے کہ جس نے مریم علیہا السلام کو پیدا کیا اور پھر اس کی کفالت زکریا سے کروائی گویا زکریا اور مریم علیہا السلام دونوں مفعول ہیں۔

علامہ سجاوندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب ایک جملے کا دوسرے جملے پہ عطف ڈالا جائے تو بھی بعض کے نزدیک وقف جائز ہے۔

پانچویں مثال

﴿ وَلَا تُؤْمِنُوْا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ اَنْ يُّؤْتٰى اَحَدٌ مِّثْلَ مَا اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴾ [آل عمران:۷۳]

اس آیت کریمہ میں 'هدى الله' پہ وقف کی بناء ہوگی۔ اس کو بعد والے کے ساتھ ملانے کے بارے میں قراء کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختلاف ہے۔ جو 'أن یؤتی' کو خبر پہ محمول کرے گا وہ 'ھدی اللہ' پہ وقف نہیں کرے گا، کیونکہ 'أن یؤتی' میں أن مفعول ہے 'ولا تؤمنوا' کا۔ یا محل جر میں ہے۔

حاصل کلام

اگر اس آیت کا معنی یہ کیا جائے:

"ولاتصدقوا ولاتقروا بأن یؤتی أحد مثل ما أوتیتم من العلم والحکمة إلا لمن اتبع دینکم."

"یعنی نہ تم تصدیق کرو اور نہ اِقرار کرو اس بات کا کہ ان کو بھی تمہاری طرح علم وحکمت دی جائے گی، مگر وہ لوگ کہ جو تمہارے دین کے تابع ہوئے۔"

یا یہ معنی کیا جائے:

"أو لا تؤمنو إلا لمن تبع دینکم ولا تؤمنوا أن یؤتی أحد مثله ولا تصدقوا أن یحاجوکم."

"نہ تم یقین کرو مگر ان لوگوں کا جو تمہارے دین کے تابع ہوئے اور نہ تم یقین رکھو اس بات کا کہ وہ بھی تمہارے مثل دیئے جائیں گے اور نہ تم تصدیق کرو اس بات کی کہ وہ تم سے جھگڑیں گے۔"

اس صورت میں 'ھدی اللہ' پہ وقف نہیں ہوگا اور اگر کوئی 'أن یؤتی' سے پہلے ہمزہ استفہام مقدر مان کے پڑھے یعنی

"ئأن یؤتی أحد مثل ما أوتیتم لا تؤمنون."

یہ استفہام انکاری ہے اور علماء یہود کی طرف سے ان کے عوام پہ ڈانٹ ڈپٹ ہے تاکہ وہ ان کے طریقے کے ساتھ چمٹے رہیں۔

تو اس صورت میں 'ھدی اللہ' پر وقف ہوگا، کیونکہ 'ءَأَنْ' سے نئے جملے کا آغاز ہو رہا ہے۔

چھٹی مثال

﴿وَ كَاَیِّنْ مِّنْ نَّبِیٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّیُّوْنَ كَثِیْرٌ ۚ فَمَا وَ هَنُوْا لِمَاۤ اَصَابَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ مَا ضَعُفُوْا وَ مَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ﴾ [آل عمران:۱۴۶]

اس آیت میں قٰتَل کے اَندر دو قراءتیں ہیں۔

① نافع، ابن کثیر ابوعمرو اور یعقوب کے نزدیک قُتِلَ ہے۔ الف کے بغیر مبنی للمفعول۔

② حمزہ، کسائی، ابن عامر اور عاصم کے نزدیک قَاتَلَ ہے۔ الف کے ساتھ مبنی للفاعل

چنانچہ قراءات میں اختلاف کی بدولت وقف کے جواز اور عدم جواز میں اختلاف ہے۔

پس جس نے 'قُتِلَ' پڑھا تو اس سے نبی کا قتل مراد ہے اور جو اس نبی کے اَصحاب تھے انہوں نے نبی کے قتل کے باوجود کمزوری نہیں دکھائی۔ چنانچہ اس صورت میں ﴿وَكَاَیِّنْ مِّنْ نَّبِیٍّ قُتِلَ﴾ پہ وقف ہوگا اور ﴿مَعَهٗ رِبِّیُّوْنَ كَثِیْرٌ...﴾ سے اگلی بات کا آغاز ہوگا چاہے اس میں قتل کا مفعول صرف نبی ہو یا پھر نبی اور رِبِّیُّوْنَ دونوں۔ اور جب 'قَاتَلَ' پڑھیں گے تو وقف جائز نہیں ہوگا۔ اور اس صورت میں معنی ہوگا کہ

"کم من نبي قاتل معه ربیون وقتل بعضهم فما وهن الباقون لقتل من قتل منهم."

"کتنے ہی اَنبیاء تھے کہ جن کے اصحاب میں سے بعض قتل ہوگئے لیکن پھر بھی باقی بچ جانے والوں نے کمزوری نہ دکھائی"

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتویں مثال

﴿ وَ قَفَّيۡنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمۡ بِعِيۡسَى ابۡنِ مَرۡيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ مِنَ التَّوۡرٰٮةِ‌ وَاٰتَيۡنٰهُ الۡاِنۡجِيۡلَ فِيۡهِ هُدًى وَّنُوۡرٌ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ مِنَ التَّوۡرٰٮةِ وَهُدًى وَّمَوۡعِظَةً لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ﴾ [المائدة:۴۶]

اس آیت میں 'للمتقین' پر وقف وعدم وقف کے بارے میں اختلاف ہے۔

جس نے 'وَلۡيَحۡكُمۡ' کو 'وَلِيَحۡكُمَ' لام مکسور اور میم مفتوحہ کے ساتھ پڑھا وہ اس کو 'وءاتینٰه الانجیل' سے متعلق مانتے ہوئے وقف نہیں کریں گے۔ اس صورت میں معنی ہوگا:

"وآتيناه الإنجيل لكي يحكم أهله بما فيه من حكم الله"

◉ اِمام مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"چونکہ نزول انجیل پیدائش عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہے لہٰذا 'ولیحکم' سے ابتدا نہیں کی جائے گی۔ بعض نے تقدیری عبارت یہ مانی ہے:

"وليحكم أهل الأنجيل بما أنزل الله فيه أنزلناه عليهم"

اِمام دانی رحمہ اللہ نے اسی کو صحیح مانا ہے اور ان کے نزدیک 'للمتقین' پہ وقف جائز ہے اور 'ولیحکم' سے ابتدا ہوگی اور جس نے 'ولیحکم' (لام کے سکون اور میم کے جزم کے ساتھ) پڑھا اس کے نزدیک للمتقین پہ وقف ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿ وَلۡيَحۡكُمۡ اَهۡلُ الۡاِنۡجِيۡلِ ﴾ استیئناف کو مستلزم ہے اس لیے 'ولیحکم' سے ابتدا کی جائے گی۔ اس صورت میں معنی ہوگا کہ

"إن الله يأمر أهل الإنجيل بالحكم بما أنزل في الإنجيل كما أمر النبى ﷺ بالحكم بما أنزل الله عليه"

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاَنِ احۡكُمۡ بَيۡنَهُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ... ﴾ [المائدة:۴۹]

آٹھویں مثال

﴿ قُلۡ اِنَّمَا الۡاٰيٰتُ عِنۡدَ اللّٰهِ‌ وَمَا يُشۡعِرُكُمۡ اَنَّهَاۤ اِذَا جَآءَتۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴾ [الأنعام:۱۰۹]

اس آیت میں 'وما یشعرکم' پہ وقف کے متعلق اختلاف ہے۔ چنانچہ جس نے 'أنها' کو ہمزہ مکسورہ کے ساتھ 'إنها' پڑھا اس کے نزدیک 'وما یشعرکم' پہ وقف ہوگا۔ مجاہد رحمہ اللہ، ابوعمر رحمہ اللہ اور ابن کثیر رحمہ اللہ نے اسی طرح پڑھا ہے۔ لہٰذا وما یشعرکم پہ وقف کرتے ہوئے 'إنها اذا جآءت......' سے اِبتدا کی جائے گی، کیونکہ یہاں سے اللہ تعالیٰ کی خبر سے جملے کی ابتداء ہورہی ہے کہ جب ان کے پاس آیت آئے تو وہ ایمان نہیں لاتے اور تمہیں ان کے انکار کا شعور نہیں ہے۔

اور اگر 'أنها' ہمزہ مفتوحہ کے ساتھ پڑھا جائے تو وقف نہیں ہوگا۔ یہ مؤقف نافع، حمزہ اور کسائی کا ہے۔ یعنی 'أنها' پڑھنے والوں کے نزدیک 'وما یشعرکم' پہ وقف نہیں ہوگا۔

ابن اَنباری اور ابن النحاس کے نزدیک جب أنها کے بعد 'نفلها' کو محذوف مانیں گے تو اس سے پہلے وقف جائز

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، کیونکہ اس میں جواب ہے۔

نویں مثال

﴿ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴾[الأعراف:۲۶]

اس آیت میں اگر 'ولباس 'کو رفع کے ساتھ پڑھا جائے تو 'ذلك' اس سے بدل یا عطف بیان ہوگا اور 'خیر' اس کی خبر ہوگی۔ اس صورت میں 'وریشا' پر وقف ہوگا۔ اس قراءت کے قاری ابن کثیر، ابوعمرو، عاصم اور حمزہ ہیں۔

اور اگر نصب کے ساتھ 'ولباس' پڑھا جائے تو 'وریشا' پر وقف نہیں ہوگا، کیونکہ اس کا مابعد 'لباسا' پر معطوف ہورہا ہے۔ اور تقدیری عبارت یوں ہوگی۔

'أنزلنا لباسا وأنزلنا لباس التقوىٰ' لہٰذا اس کلام کا بعض حصہ بعض کے ساتھ متصل ہے تو نافع، ابن عامر اور کسائی کے مطابق اس میں 'وریشا' پر وقف نہیں ہوگا۔

دسویں مثال

﴿ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴾ [الإسراء:۹۳]

اس آیت میں 'نقرؤه' پر وقف تام اور کافی کے متعلق اختلاف ہے۔ نافع، ابوعمرو، عاصم، حمزہ اور کسائی کے نزدیک 'قُل سبحان ربی' یعنی اَمر کے صیغہ کے ساتھ پڑھیں گے تو 'نقرؤه' پر وقف تام ہوگا، کیونکہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو یہ بات کرنے کا حکم دے رہے ہیں۔

اس صورت میں معنی یہ ہوگا:

”قل لهم يا محمد! ما أنا إلا بشر رسول، أتبع ما يوحىٰ إليّ من ربي، ولا أقدر على شيء مما سألتموني وليس لي أن أتخير على ربي، ولم تكن الرسل قبلي يأتون أممهم بكل ما يريدونه ويبغونه، وسبيلي سبيلهم، ويفعل ما يشاء من هذه الأشباه التي ليست في قدرة البشر.“

اور اگر خبر پر محمول کرتے ہوئے 'قَالَ سبحان ربی' پڑھا جائے، جیسا کہ ابن کثیر اور ابن عامر نے پڑھا ہے اس صورت میں نقرؤه پہ وقف کافی ہوگا، کیونکہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سے متعلق خبر دی جا رہی ہے۔

گیارہویں مثال

﴿ ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴾[مریم:۳۴]

اس آیت میں 'قولَ' کو منصوب پڑھا جائے تو 'مریم' پہ وقف کافی ہوگا، کیونکہ قول مصدر ہے جو کہ اپنے سے ماقبل مضمون جملہ کی تاکید کے لیے آیا ہے یہ قراءت عاصم اور ابن عامر کی ہے۔

اسی طرح اگر 'قولُ' رفع کے ساتھ پڑھا جائے تو 'مریم' پر وقف کافی ہوگا۔ کیونکہ قول خبر بن رہا ہے مبتدا محذوف کی 'أي ذلك قول الحق' یعنی یہی بات حق اور سچ ہے یا یہی کلام سچا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام مریم علیہا السلام کے بیٹے ہیں نہ کہ اللہ تعالیٰ کے، جیسا کہ نصاریٰ کا گمان ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اگر 'قولُ' کو 'عیسیٰ' سے بدل بنائیں تو وقف نہیں ہوگا، کیونکہ بدل اور مبدل منہ کے درمیان وقف کے ساتھ فاصلہ نہیں آسکتا۔ یہ قراءۃ نافع، ابن کثیر، ابوعمرو، حمزہ اور کسائی کی ہے۔

بارہویں مثال

﴿ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَٰنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ﴾ [الفرقان:٦٠]

اس آیت میں 'تأمرنا' میں اختلافِ قراءات کی بدولت 'الرحمن' پر وقف کے بارے اختلاف ہے۔

اگر 'ی' کے ساتھ 'یأمرنا' پڑھیں تو 'وما الرحمن' پہ وقف ہوگا اور 'أنسجد' اِبتداء ہوگی۔

أی 'أنسجد لما یأمرنا محمد بالسجود له' چونکہ یہاں استیناف آ گیا کہ وہ ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ کیا ہم محمدﷺ کے کہنے پہ سجدہ کریں۔ لہٰذا یہاں وقف ہوگا۔ یہ قراءۃ حمزہ اور کسائی کی ہے۔

اور اگر 'تأمرنا' 'ت' کے ساتھ پڑھیں تو 'وما الرحمن' پر وقف نہیں ہوگا، کیونکہ اس کا مابعد، ماقبل، 'وإذا قیل لهم......' سے متعلق ہے یہ قراءات نافع، ابن کثیر، ابوعمرو، ابن عامر اور عاصم کی ہے۔

اس کی وضاحت یوں ہوگی کہ 'تأمرنا' میں تا خطاب کی ہے جو کہ ان کافروں کی طرف سے نبیﷺ کے لیے ہے۔

اس لیے کہ انہوں نے ان کی دعوت اور اللہ کو سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ اور کہنے لگے کہ اے محمدﷺ! کیا ہم تیرے کہنے پر سجدہ کریں؟ چونکہ اس میں قول اور مقولہ کے درمیان فاصل جائز نہیں اس لیے وقف نہیں ہوگا۔

تیرہویں مثال

﴿ كَذَٰلِكَ يُوحِي إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴾ [الشوری:٣]

اس آیت میں 'من قبلك' پہ وقف کے متعلق 'یوحِی' کی وجہ سے اختلاف کیا گیا ہے۔

لہٰذا اگر 'یوحَیٰ' حاء کے فتح کے ساتھ ہو تو وقف ہوگا، کیونکہ اس صورت میں یہ فعل مجہول ہوگا۔ یہ قراءات ابن کثیر کی ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ

"كذلك یوحی إلیك یا محمد، مثل ما أوحي إلى الأنبیاء قبلك."

اور ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے:

"إن الله أعلم مُحمدًا أن هذه السّورة أوحیت إلى من قبلك."

اور اگر 'یوحِی' حاء کے کسرہ کے ساتھ پڑھیں تو وقف نہیں ہوگا۔ وقف ہوگا تو صرف اور صرف رأس الآیة یعنی 'الحکیم' پر ہوگا۔

اس صورت میں فعل کا فاعل 'اللہ' ہوگا۔ لہٰذا نہ تو فاعل کو چھوڑ کر فعل پر وقف ہوگا اور نہ ہی فاعل پر۔ یہ قراءات ابن کثیر کے علاوہ باقی تمام قراء کی ہے۔

————*

نوٹ

یہ تحریر ڈاکٹر عبدالکریم صالح حفظہ اللہ کی کتاب الوقف والابتداء وصلتهما بالمعنى في القرآن الكريم کی مبحث القرائات وأثرها على الوقوف القرآنية کا ترجمہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ